خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے پاس ہوتا ہوں جہاں کہیں بھی وہ مجھے یاد کرے یا میرے ذکر سے اس کے ہونٹ حرکت کریں

ایک مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا قبول ہوتی ہے۔

ایک دعا ہی ہے جس سے خدا ڈھونڈنے والے پر تجلّی کرتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۴؍دسمبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴؍فتح ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

آج یہ اس سال کے رمضان کا آخری جمعہ ہے جسے عامة الناس جمعة الوداع کہتے ہیں حالانکہ نہ تو قرآن کریم میں کسی جمعة الوداع کا ذکر ہے نہ کسی حدیث میں۔ حجة الوداع کا ذکر تو ہے مگر جمعة الوداع کا کوئی ذکر نہیں۔ پس آج اس اختتامی خطبہ پر مَیں نے وہی دعا کا مضمون ہی چنا ہے جو ہمارے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔

اس جمعہ کے متعلق مَیں اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ اس کی ایک برکت بھی ہے کہ بہت سے لوگ جنہوں نے ساری عمر نماز تک نہ پڑھی ہو وہ اس جمعہ پر آجاتے ہیں اور جمعة الوداع سے ان کی مراد یہ ہے کہ "ٹاٹا"، بس چھٹی ہے۔ آئندہ اگلے سال دیکھیں گے۔ مگر اس کثرت سے نمازی اس جمعہ پر آتے ہیں کہ سارا سال تمام دنیا میں مسجدیں اتنا نہیں بھرتیں جتنا اس جمعہ پر بھر جاتی ہیں۔ تو ایک بھلائی تو بہر حال اس جمعة الوداع کے معروف ہونے میں ہے کہ اس کے نتیجہ میں کم سے کم ایک دفعہ تو نماز پڑھنے کی کسی کو توفیق مل جاتی ہے اور دنیا بھر میں یہی حال ہے۔ کہیں کوئی مسجد خالی نہیں ہوگی بلکہ کناروں سے باہر تک بھری پڑی ہوگی۔ اب اس موقعہ کی نسبت سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک دفعہ یہ سوال پیش ہوا کہ جمعة الوداع کے دن لوگ چار رکعت نماز پڑھتے ہیں اور اس کا نام قضاء عمری رکھتے ہیں۔ یہ مَیں نے پہلی دفعہ سنا ہے مگر ہے بہر حال۔ اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ گزشتہ نمازیں جو ادا نہیں کیں، اُن کی تلافی ہو جاوے، اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "یہ ایک فضول امر ہے مگر ایک دفعہ ایک شخص بے وقت نماز پڑھ رہا تھا، کسی شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ خلیفہ وقت ہیں، اسے منع کیوں نہیں کرتے؟۔ فرمایا کہ مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بنایا جاؤں ﴿اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی﴾"۔ (یعنی کیا تو نے دیکھا نہیں وہ شخص جو اس شخص کو روکتا تھا جو نماز کے لئے کھڑا ہوتا تھا)"۔ ہاں اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضاء عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اُس نے ناجائز کیا ہے اور اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے۔ ہاں اس میں پست ہمتی ضرور ہے۔ پھر دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اس آیت کے نیچے نہ آجاؤ"۔

(الحکم۔ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء۔ فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۵)

اب سورة الصافات کی آیت ۷۶ تا ۸۱: ﴿وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ. وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ . وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ. وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ. سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ . اِنَّا کَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾۔ اور یقیناً ہمیں نوح نے پکارا تو (دیکھو) ہم کیسا اچھا جواب دینے والے ہیں۔ اور ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو بڑی بے چینی سے نجات بخشی۔ اور ہم نے اس کی ذریت کو ہی باقی رہنے والا بنادیا۔ اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔ سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں۔ یقیناً ہم اِسی طرح اچھے کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے بندے کے پاس ہوتا ہوں جہاں کہیں بھی وہ مجھے یاد کرے یا میرے ذکر سے اُس کے ہونٹ حرکت کریں۔ (بخاری۔ کتاب التوحید)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں: "خدا تعالیٰ نے میرا نام نوحؑ بھی رکھا ہے اور میری نسبت فرمایا ہے: وَلَا تخاطبنی فی الذین ظلموا انّھم مغرقون۔ یعنی میری آنکھوں کے سامنے کشتی بنا اور ظالموں کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کر کہ مَیں اُن کو غرق کروں گا۔ خدا نے نوحؑ کے زمانہ میں ظالموں کو قریباً ایک ہزار سال تک مہلت دی تھی۔ اور اب بھی خیر القرون کی تین صدیوں کو علیحدہ رکھ کر ہزار برس ہی ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے اب یہ زمانہ اُس وقت پر آپہنچا ہے جبکہ نوح کی قوم عذاب سے ہلاک کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے: اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا. اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ یعنی میری آنکھوں کے روبرو اور میرے حکم سے کشتی بنا۔ وہ لوگ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ نہ تجھ سے بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ یہی بیعت کی کشتی ہے جو انسانوں کی جان اور ایمان بچانے کے لئے ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن۔ جلد ۲۱۔ صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴)

سورة الشوریٰ آیت ۲۷: ﴿وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْکٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ﴾۔ اور وہ اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور اپنے فضل سے انہیں بڑھا دیتا ہے۔ جبکہ کافروں کے لئے تو بہت سخت عذاب (مقدر) ہے۔

اس ضمن میں حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے جلد مقبول ہونے والی وہ دعا ہے جو ایک غائب دوسرے غائب کے لئے کرتا ہے (سنن ابی داؤد کتاب الصلاة)۔ یعنی جس کو پتہ ہی نہیں کہ میرے لئے کوئی دعا کر رہا ہے اس کے لئے جب دعا کی جاتی ہے تو اس غرض سے نہیں کہ وہ میرا ممنون احسان ہو بلکہ وہ تو بالکل غافل ہے۔ اس کو کیا پتہ کہ کون میرے لئے دعا کر رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمالیتا ہے۔

حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں "شام" میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ وہ تو نہ ملے۔ ہاں اُن کی بیوی امّ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ اِس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں؟۔ مَیں نے کہا: ہاں۔ امّ درداء نے کہا: تو پھر ہمارے لئے بھی دعائے خیر کرنا کیونکہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے اُس کی غیر موجودگی میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس دعا کرنے والے کے سر پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ چنانچہ جب بھی وہ بھائی کے لئے کوئی خیر و برکت کی دعا کرتا ہے وہ فرشتہ کہتا ہے: آمین، اور تیرے حق

میں بھی یہ دعا قبول ہو۔(مسلم۔کتاب الذکر و الدعاء)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا۔وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کی انتہا کا طلبگار ہوں۔ آپؐ نے اُسے فرمایا: نعمت کی انتہا سے کیا مراد ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا: میری اس سے مراد ایک دعا ہے جو میں نے کی ہوئی ہے اور جس کے ذریعہ میں خیر کا اُمیدوار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: نعمت کی انتہاء یہ ہے کہ جنت میں داخلہ نصیب ہو جائے اور آگ سے نجات عطا ہو۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اَور شخص کی دُعا سنی جو کہہ رہا تھا: یا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔ تو آپؐ نے فرمایا: تمہاری دعا قبول ہو گئی۔ اب مانگ جو مانگنا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اَور شخص کو سنا جو دعا کر رہا تھا: اے میرے اللہ! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ سے ابتلا مانگا ہے، خدا سے عافیت کی دعا کرو۔
(ترمذی۔کتاب الدعوات)

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لئے دعا کرنے لگتے تو پہلے اپنے لئے دعا کرتے تھے۔(ترمذی کتاب الدعوات)۔
یعنی آنحضرت ﷺ کو اپنی رسالت کا اتنا یقین تھا کہ سمجھتے تھے کہ پہلے رسول پر دعا ہو پھر دوسروں کے لئے دعا ہو۔ تو جس طرح دوسروں کو نصیحت فرماتے تھے اس پر خود بھی عمل در آمد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرہ کے لئے میں نے آنحضرت ﷺ سے اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا: "میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا"۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ حضور کی اس بات سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بدلے میں مجھے ساری دنیا مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہو۔(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاکَ"۔ اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرما جب بھی وہ تیرے حضور دعا کرے۔(ترمذی۔کتاب المناقب۔باب مناقب ابی اسحق سعد بنی ابی وقاص)

حضرت شُرَحْبِیْل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سِمْط کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کعب بن مُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سناؤ جو تم نے خود سنی ہو۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مُضَر کے خلاف بددعا کی۔ یہ ایک قبیلہ تھا جس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بددعا کی تھی اور وہ قحط سالی کا شکار ہو گیا تھا اور بہت برا حال تھا اس کا۔ میں آپؐ کے پاس آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ پر بڑی عطا کی اور آپ کی دعا سنی ہے (جس کے نتیجہ میں) آپ کی قوم (یعنی مُضَر) ہلاک ہو گئی ہے۔ پس اَب آپ اُن کے حق میں دعا کریں۔ اس پر آپؐ نے اعراض کیا۔ تو میں نے (دوبارہ) عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ پر بڑی عطا کی اور آپ کی دعا سنی ہے (جس کے نتیجہ میں) آپ کی قوم (مُضَر) ہلاک ہو گئی ہے۔ اس لئے آپ اُن کے لئے دعا کریں۔ اس پر آپؐ نے کہا: اے اللہ! ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر جو رحمت والی ہو، فصلیں بڑھانے والی ہو اور بھرپور ہو، نفع بخش ہو اور نقصان دہ نہ ہو۔ اس پر ابھی ایک جمعہ یا اتنا ہی عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان پر بارش نازل ہو گئی۔
(مسند احمد بن حنبل، مسند الشامیین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی مشرک والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا۔ ایک دن میں نے اسے دعوت اسلام دی تو اس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں وہ باتیں سنائیں جو میں سخت ناپسند کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں روتا جاتا تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا لیکن وہ ہمیشہ انکار کر دیتی تھی۔ آج میں نے اسے جب دعوت اسلام دی تو اس نے مجھے آپؐ کے بارہ میں وہ باتیں سنائیں جو میں سخت ناپسند کرتا تھا۔ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے۔

میں رسول اللہ ﷺ کی دعا سن کر خوشی خوشی واپس لوٹا۔ جب میں گھر آیا اور دروازے کی طرف گیا تو دروازہ بند تھا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا ابوہریرہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ میں نے پانی گرنے کی آواز بھی سنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے غسل کیا اور لباس پہنا اور جلدی سے اپنی اوڑھنی لی اور پھر دروازہ کھولا اور کہا: ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ابوہریرہ کہتے ہیں میں واپس رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا۔ اس دفعہ بھی میں رو رہا تھا مگر یہ آنسو خوشی کے آنسو تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دیدی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا بہت اچھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اور میری ماں کے لئے اپنے مومن بندے پیارے بنادے اور ان کے دلوں میں ہم محبوب بنیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ اپنے غلام ابوہریرہ اور اس کی ماں کو مومنوں کا محبوب اور مومنوں کو ان کا محبوب بنادے۔

اب دیکھو، یہ ابوہریرہؓ کا قول ہے، ہر مومن جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوتا اور صرف میرے متعلق سنا ہوتا ہے، وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔
(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی هريرة)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات کے میدان میں لوگوں کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: خدا کے اس وفد کو خوش آمدید۔ اگر یہ (اہل وفد) خدا تعالیٰ سے کچھ مانگیں گے تو اللہ ان کو عطا کرے گا اور ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے گا اور اگر (ان میں سے) کوئی شخص (خدا کی راہ میں) ایک درھم خرچ کرے گا تو اس کا بدلہ اُس کو ہزاروں ہزار گنا زیادہ ملے گا۔(کنز العمال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں بھی ایک بشر ہوں۔ پس مومنوں میں سے اگر کسی کو میں نے کوئی تکلیف پہنچائی ہو یا کسی کو برا بھلا کہا ہو یا کسی پر لعنت ڈالی ہو یا کسی کو مارا ہو تو اس کو اُس کے لئے رحمت، پاکیزگی اور قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنادے۔(مسلم کتاب البر والصلة)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں دعا کے متعلق۔ فرماتے ہیں:

"دُعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے تب اُس مرد فانی کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔ یہ دعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر در حقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دعا کرنے کے وقت میں حضرت احدیت وجلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اسوقت وہ ہاتھ اس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے۔ دعا کرنے والوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آجاتا ہے اور دعا قبول ہو کر مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں اور ان کا علم پیش از وقت دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ میخ آہنی کی طرح قبولیت دعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔ سچ بھی ہے کہ اگر یہ دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ دعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اس سچے ذوالجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہیں۔

نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بے ہودہ امر ہے مگر اسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلی کرتا اور اَنَا الْقَادِر کا الہام ان کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خداتعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا ہے اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کہ کیونکر اور کہاں سے اس کو حاصل ہوئے بلکہ صرف تدبیروں پر زور مارنے والا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یقیناً و حقاً خداتعالیٰ کے ہاتھ نے اس کے مقاصد کو اس کے دامن میں ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص دعا کے ذریعہ سے خداتعالیٰ سے الہام پاکر کسی کامیابی کی بشارت دیا جاتا ہے وہ اس کام کے ہونے پر خداتعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت میں آگے قدم بڑھاتا ہے اور اس قبولیت دعا کو اپنے حق میں ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے اور اس طرح وقتاً فوقتاً یقین سے پُر ہو کر جذبات نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے کہ گویا صرف ایک روح رہ جاتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہیں دیکھتا وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بے شمار دولت اور مال اور اسبابِ تنعم کے دولت حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیاں اس کے دل پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالتیں بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے غرور اور تکبر میں بڑھتا جاتا ہے۔ خداتعالیٰ پر اگر اس کو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا مردہ ایمان ہوتا ہے جو اس کو نفسانی جذبات سے روک نہیں سکتا اور حقیقی پاکیزگی بخش نہیں سکتا"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۹۔۲۴۰)

۱۹۰۰ء کے الہامات کے ذکر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ مجھے مرض ذیابیطس کے سبب بہت تکلیف تھی۔ کئی دفعہ سو سو مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا۔ دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہوگئے جن سے کاربنکل کا اندیشہ تھا۔ تب مَیں دعا میں مصروف ہوا تو یہ الہام ہوا: "وَالْمَوْتِ اِذَا عَسْعَسَ"۔ یعنی قسم ہے موت کی جب کہ ہٹائی جائے۔ چنانچہ یہ الہام بھی ایسا پورا ہوا کہ اس وقت سے لے کر ہمیشہ ہماری زندگی کا ہر ایک سیکنڈ ایک نشان ہے"۔(نزول المسیح۔ صفحہ ۲۳۵)

"۷؍جنوری ۱۹۰۰ء کو صبح کی نماز کے وقت حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ پرسوں کی نماز میں جب مَیں التحیّات کے لئے بیٹھا تو بجائے التحیّات کے یہ دعا پڑھنے لگ گیا: صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلَیْكَ وَ یُرَدُّ دُعَآءُ اَعْدَآءِكَ عَلَیْهِمْ۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ مَیں نے خیال کیا کہ یہ کیا پڑھ رہا ہوں، تو معلوم ہوا کہ الہام ہے۔"(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱۔ صفحہ ۱۰۴۔ روایات میاں محمد الدین صاحبؓ ولد میاں نورالدین صاحب ضلع گجرات)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۲؍نومبر ۱۹۰۳ء کو رؤیا میں دیکھا کہ:-

"مَیں ایک قبر پر بیٹھا ہوں۔ صاحب قبر میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آج بہت سی دعائیں امور ضروری کے متعلق مانگ لوں۔ اور یہ شخص آمین کہتا جاوے۔ آخر مَیں نے دعائیں مانگنی شروع کیں جن میں سے بعض دعائیں یاد ہیں اور بعض بھول گئیں۔ ہر ایک دعا پر وہ شخص بڑی شرح صدر سے آمین کہتا تھا۔ ایک دعا یہ ہے کہ: الٰہی! میرے سلسلے کو ترقی ہو اور تیری نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہو۔ اور بعض دعائیں اپنے دوستوں کے حق میں تھیں۔ اتنے میں خیال آیا کہ یہ دعا بھی مانگ لوں کہ میری عمر پچانوے سال ہو جاوے۔ مَیں نے دعا کی۔ اُس نے آمین نہ کہی۔ مَیں نے وجہ پوچھی، وہ خاموش ہو رہا۔ پھر مَیں نے اُس سے سخت تکرار اور اصرار شروع کیا۔ یہاں تک کہ اس سے ہاتھا پائی کرتا تھا۔ بہت عرصہ کے بعد اُس نے کہا اچھا دعا کرو، مَیں آمین کہوں گا۔ چنانچہ مَیں نے دعا کی کہ الٰہی میری عمر پچانوے برس کی ہو جاوے۔ اُس نے آمین کہی۔ مَیں نے اس سے کہا کہ ہر ایک دعا پر تو شرح صدر سے آمین کہتا تھا، اس دعا پر کیا ہو گیا۔ اُس نے ایک دفتر عذروں کا بیان کیا کہ یہ وجہ تھی، فلاں وجہ تھی جو میرے ذہن سے جاتا رہا مگر مفہوم بعض عذروں کا یہ تھا کہ گویا وہ کہتا ہے کہ جب ہم کسی امر کی نسبت آمین کہتے ہیں تو ہماری ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔"

(البدر جلد ۲ نمبر ۴۷۔ بتاریخ ۱۶؍دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۷۴)

تو یہ دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جو کشف ہے یہ بھی حیرت انگیز ہے۔ اس نے شرح صدر کے ساتھ آخر تک آمین نہیں کہی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ پچانوے سال نہیں ہوئی۔ تو جو دعائیں قبول نہیں ہوتیں ان میں بھی حکمت ہوتی ہے، ان میں بھی خدا کا ایک نشان ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خادم فضل الدین صاحب المعروف فجّا نے ایک روایت سنائی کہ ایک دفعہ اتفاقاً ایک لیمپ میں تیل ڈالتے ہوئے میرے کپڑوں میں آگ لگ گئی ...... میرا بہت سا جسم جل گیا اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کہنے لگے کہ یہ بیس منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرمانے لگے کہ ایک گھنٹہ بمشکل زندہ رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمانے لگے کہ "مَیں نے ابھی رؤیا دیکھا ہے اور اس کو باغ میں دیکھا ہے"۔ مطلب یہ کہ اولاد والا ہوگا...... پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لئے ساری رات دعا کی اور حضرت امّ المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور دو اَور عورتوں کو پاس باری باری بٹھایا اور ساری رات میرے لئے دعا کی۔ اور آخر اللہ تعالیٰ نے مجھے موت سے نجات بخشی اور شفا عطا فرمائی۔"(تذکرہ۔ صفحہ ۸۱۶۔۸۱۷۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

اور یہ بڑا ہو کر صاحب اولاد ہو کر مرا ہے۔

"ایک دفعہ ڈاکٹر نور محمد صاحب مالک کارخانہ ہمدمِ صحت کا لڑکا سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی والدہ بہت بیتاب تھی۔ اس کی حالت پر رحم آیا۔ اور دعا کی تو الہام ہوا: "اچھا ہو جائے گا"۔ اسی وقت یہ الہام سب کو سنایا گیا جو پاس موجود تھے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ وہ لڑکا خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہو گیا۔"

(نزول المسیح۔ صفحہ ۲۳۰)

"مٹھہ ٹوانا ضلع شاہ پور سے ایک سکھ معہ اپنے لڑکے کے آیا۔ اُس کے لڑکے کو غالباً تپ دق کا مرض تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علاج کرانے آیا تھا۔ اس لڑکے کا باپ دعا کے لئے حاضر ہوتا۔ آپ دعا فرماتے۔ آپ کو الہاماً ایک نسخہ معلوم ہوا جو اس پر حضرت مولوی صاحب کی معرفت استعمال کرایا گیا اور وہ لڑکا شفایاب ہو گیا۔

(الفضل۔ جلد ۳۰، نمبر ۱۴۴۔ بتاریخ ۲۴؍جون ۱۹۴۲ء صفحہ ۳)

روایت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ:

"لاہور سے ایک بی۔اے نوجوان بتوں کا رہنے والا بڑا تیز طبع ہمارے حضرتؑ کو دیکھنے کے لئے (آیا)...... حضرت کے دل میں القاء ہوا کہ اس کے لئے دعا کرو۔ دعا کی۔ معاً اس کا دل تبدیل کیا گیا اور بیعت کی درخواست کی۔"(اصحاب احمد، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۱۷ مکتوب حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ۔ ۱۹؍اپریل ۱۸۹۸ء)

قبولیت دعا کا ایک اور نشان۔ "شیخ رحمت اللہ صاحب کی دکان کو آگ لگنے کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے ننگے سر اور ننگے پاؤں سجدے میں گر کر دعا کی تو معاً دعا کرتے کرتے خداتعالیٰ نے ہوا کا رُخ بدل دیا اور امن امن کی آواز آگئی اور ہر طرح اطمینان ہو گیا۔

(ملفوظات۔ جلد ۳۔ صفحہ ۲۲۳ طبع جدید ربوہ)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بھی کتنے پُر یقین تھے ایمان سے ماشاء اللہ۔ جب آگ لگنے کا خطرہ ہوا اور جب آگ لگ گئی دکان کو تو اس وقت تو باہر نکل کر بھاگنے کا وقت ہوتا ہے۔ مگر وہیں سجدہ ریز ہو گئے اور خدا سے دعا کی اور اتنے میں امن امن کی آواز آنی شروع ہو گئی یعنی وہ آگ بجھ گئی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں: "ایک دفعہ میری بیوی کے بڑے بھائی حکیم محمد اسماعیل صاحب کی ایک آدمی سے لڑائی ہو گئی جس میں حکیم صاحب نے اس آدمی کو

مار مار کر لہولہان کر دیا۔ اس مضروب کے وارثوں نے جب اسے قریب الموت پایا تو وہ اسے چارپائی پر ڈال کر حافظ آباد کے تھانے میں لے گئے۔ میری خوش دامن صاحبہ نے جب یہ واقعہ سنا تو مجھے حکیم صاحب موصوف کے لئے دعا کرنے کے لئے کہا۔ مَیں نے جب ان کے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی تسکین دی کہ مَیں نے دعا کے بعد ہی سب گھر والوں کو بتایا کہ نہ تو وہ مضروب مرے گا اور نہ ہی اس کے وارث اسے حافظ آباد کے تھانے میں لے جائیں گے اور نہ ہی مقدمہ دائر کریں گے۔ چنانچہ اس دعا کے بعد واقعی وہ لوگ جو زخمی کو اٹھا کر حافظ آباد لے جا رہے تھے جب تقریباً ڈیڑھ کوس کا فاصلہ طے کر کے حافظ آباد اور اپنے گاؤں کے درمیان ایک نہر کے پل پر پہنچے تو وہاں سے پھر واپس آ گئے اور اس کے بعد وہ مضروب جو بظاہر قریب الموت ہو چکا تھا وہ بھی چند دنوں میں اچھا ہو گیا اور حکیم صاحب کے خلاف مقدمہ بھی کسی نے دائر نہ کیا۔ (حیات قدسی حصہ دوم صفحہ ۹۰)

حافظ عبدالرحمٰن صاحب حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی قبولیت کا ذکر کرتے ہیں:

"حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا معمول تھا کہ یونیورسٹی کے امتحانات جب شروع ہوتے تھے تو حضرت مولوی صاحب بلاناغہ روز تشریف لاتے اور لڑکوں کی معیت میں نہایت الحاح سے دعا کرتے پھر تمام لڑکے ہال میں داخل ہو جاتے۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب دعا کر کے آ رہے تھے کہ ہائی سکول کے بورڈنگ کے قریب ملے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور میری بچی حفیظۃ الرحمٰن نے ایف اے فلاسفی کا امتحان دینا ہے اس کے لئے دعا کریں تو وہ شفقت کا پیکر بغیر کچھ جواب دئے میرے ساتھ ہو لیا اور دوبارہ ہائی سکول کے برآمدہ میں پہنچ کر میری بچی کے لئے لمبی دعا کی۔ آپ پر خاص رقت کی کیفیت تھی۔ دعا کے بعد فرمایا کہ آپ کی بچی کامیاب ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ فلاسفی میں ضلع گورداسپور بھر میں فرسٹ آئی۔ (سیرت حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ صفحہ ۲۳۴)

حضرت مولوی عبدالواحد خان صاحبؓ کی دعا کا نمونہ۔ مکرم میاں عبدالحق صاحب رامہ کراچی میں اپنا دو منزلہ بنگلہ تعمیر کرا رہے تھے کہ نچلی منزل کی تعمیر کے بعد روپیہ ختم ہو گیا۔ بہت فکر مند تھے کیونکہ اوپر کی منزل کی تعمیر کے بغیر حسب منشاء کرایہ پر عمارت نہیں اٹھ سکتی تھی۔ میاں صاحب نے مولوی صاحب سے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور رات کو دیکھا کہ ایک انگریز بہت اچھا سوٹ پہنے ہوئے آپ کے سامنے کھڑا ہے اور کہتا ہے میرا نام Copmlete Man ہے۔ (یعنی مکمل آدمی)۔ چنانچہ آپ کو یقین ہو گیا کہ ان کا کام ہو جائے گا۔ چنانچہ صبح ہی یہ عجیب حسن توارد ہے کہ ایک امریکن نے آ کر رامہ صاحب کو پانچ ہزار روپیہ پیشگی دے دئے اور اس سے وہ عمارت مکمل ہو گئی۔ (اصحاب احمد جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۲۰۸)

انڈونیشیا میں احمدیہ مشن کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں ایک مرتبہ بانڈونگ شہر میں مولانا رحمت علی صاحب ایک احمدی درزی مکرم محمد یوسف صاحب کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہالینڈ کے ایک عیسائی بشپ ادھر آ نکلے اور احمدیت اور عیسائیت پر تبادلہ خیالات شروع ہو گیا۔ اور لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا کہ اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ وہ علاقہ ایسا ہے کہ جب بارش ہو تو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی ہے۔ پادری صاحب جب بحث میں عاجز آ گئے تو انہوں نے اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے مولانا صاحب کو للکار کر کہا کہ اگر واقعی عیسائیت کے مقابلے پر احمدیت سچی ہے تو اس وقت ذرا اپنے خدا سے کہئے کہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلا دھار بارش کو یکدم بند کر دے۔ اس نادان، کوتاہ نظر اور روحانیت سے عاری پادری کی نظر برستی ہوئی بارش اور گھرے ہوئے بادلوں پر تھی مگر مولانا صاحب نے زندہ خدا پر زندہ ایمان کا ثمرہ چکھا ہوا تھا۔ چنانچہ بلا حیل و حجت اسی وقت بڑی پُر اعتماد آواز میں بارش کو مخاطب کر کے کہا: "اے بارش! تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور احمدیت کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے"۔ چنانچہ چند منٹ نہیں گزرے تھے کہ بارش تھم گئی۔ (الفضل ۲۳؍جنوری ۱۹۸۴ء)۔ انڈونیشیا میں جو بارشیں ہوتی ہیں وہ کئی کئی گھنٹے چلتی ہیں اور بہت بارش ہوتی ہے۔

اب میں آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عربی دعا کا ترجمہ پیش کرتا ہوں:

"اے میرے ربّ! میرے دل پر اُتر اور میرے سینے سے ظہور فرما بعد اس کے کہ مَیں لُوٹا گیا۔ اور میرا دل نورِ عرفان سے بھر دے۔ اے میرے ربّ! تُو ہی میری مراد ہے، پس میری مراد مجھے دیدے۔ اے ربّ الارباب، تجھے تیرے منہ کی قسم، تُو مجھے کُتّوں کی موت نہ مارنا۔ اے میرے ربّ! مَیں نے تجھے اختیار کیا ہے، پس تُو بھی مجھے اختیار کر اور میرے دل کی طرف نظر کر اور میرے قریب آ جا کہ تُو بھیدوں کا جاننے والا ہے اور ہر اُس چیز سے خوب باخبر ہے جو غیروں سے چھپائی جاتی ہے۔ اے میرے ربّ! اگر تُو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے اور مخلص ہیں تو مجھے اس طرح ہلاک کر ڈال جیسے سخت جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ مَیں تجھ سے ہوں اور تیری طرف سے بھیجا گیا ہوں تو تُو میری مدد کے لئے کھڑا ہو کہ مَیں تیری مدد کا محتاج ہوں، اور میرا معاملہ ایسے دشمنوں کے سپرد نہ کر جو مجھ پر استہزاء کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ اور مجھے دشمنوں اور مکر کرنے والوں سے محفوظ رکھ۔ یقیناً تُو ہی میری شراب ہے اور تُو ہی میری راحت ہے اور تُو ہی میری جنت اور میری ڈھال ہے۔ پس میرے معاملہ میں میری مدد فرما اور میری چیخ و پکار کو سُن اور تُو رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر جو سب نبیوں سے افضل اور متقیوں کے امام ہیں۔ اور تو اُنہیںؐ وہ مراتب عطا فرما جو تُو نے کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں فرمائے۔ اے میرے ربّ! تُو وہ سب نعمتیں جو مجھے عطا فرمانا چاہتا ہے، اُنہیںؐ عطا فرما دے۔ پھر مجھے اپنے منہ کے صدقے بخش دے اور تُو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اور سب تعریف تیرے لئے ہے کہ تیرے ہی فضل سے یہ کتاب جمعہ کے روز عیدین کے درمیان واقع مبارک مہینہ میں اتنی مدت کے اندر اندر طبع ہوئی جو لفظ "عین" کے اَعْدَاد کے برابر ہے۔ (عین سے مراد ستّر ہے اور وہ ستّر دن میں مکمل ہو گئی)۔ اے میرے ربّ! اے دعا کرنے والوں کو جواب دینے والے!! اسے اپنے فضل سے طالبان حق کے لئے مبارک اور فائدہ مند اور صحیح راستہ کی طرف ہدایت دینے والی بنا دے۔ آمین، ثم آمین۔ وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ (اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۲۰۳۔۲۰۴)

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق آپ کی ایک عظیم الشان دعا ہے جو بہت دفعہ آپ لوگوں نے سنی ہو گی مگر ہر دفعہ یوں لگتا ہے کہ پہلی دفعہ سن رہے ہیں۔ اس میں آنحضرت ﷺ کا حیرت انگیز عشق جلوہ گر ہے:۔

"جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء اِن دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔ وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ وَ حُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔ اور مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے"۔

(برکات الدعاء، روحانی خزائن جلد ۶۔ صفحہ ۱۰۔۱۱)